سلسلہ : رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد : تیسری

رسالہ نمبر 3

سمح الندرٰی فیما یورث العجز عن الماء ۱۳۳۵ھ

پانی سے عجز کی پونے دو سو ۱۷۵ صورتوں کا بیان

پیشکش : مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

سمح الندری فیما یورث العجز عن الماء ۱۳۳۵ھ

فاقول: وباللہ التوفیق اوّل پانی سے عجز کی ۱۷۵ صورتیں ہیں: (۱) پانی وہاں سے میل بھر دُور ہو اگرچہ خود اپنے شہر ہی میں ہو یا سفر میں اُسی طرف جدھر جارہا ہے، در مختار میں ہے: **لبعدہ ولو مقیما فی المصر میلا**[1] (کیونکہ وہ پانی سے ایک میل دُور ہے اگرچہ شہر ہی میں مقیم ہے۔ت) فتح القدیر میں ہے **قولہ المیل ھو المختار احتراز عما قیل میلان اومیلان ان کان الماء امامہ والا فمیل**[2] (مصنف کا قول "میل" یہی مختار ہے۔ یہ ان دونوں قولوں سے احتراز ہے: (i) دو میل (ii) دو میل اگر پانی اس کے آگے سمت میں ہو ورنہ ایک میل۔ت)

تنبیہ: رحمۃ اللعالمین بالمومنین رؤف رحیم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کی رحمت دیکھیے ہمارے صرف میل بھر چلنے کی مشقت پر ایسا لحاظ فرمایا کہ اس کیلئے وضو بلکہ بحال جنابت غسل کی ضرورت نہ رکھی تیمّم جائز فرمادیا اگرچہ آدمی خود اپنے شہر میں ہو بلکہ سفر میں جس طرف جانا ہے اسی طرف میل بھر ہو جب بھی یہاں تیمّم کرکے نماز پڑھ سکتا ہے اگرچہ یہ میل خود ہی طے کرے گا ہاں[۲] جس طرف جاتا ہے اُدھر ہی پانی ہے اور جانے میں وقت کراہت نہ آجائے گا تو مستحب یہ ہے کہ وہاں پہنچ کر پانی ہی سے طہارت کرکے نماز پڑھے متون میں ہے **ندب لراجیہ اٰخر الوقت تنویر۔ المستحب در۔ ھو الاصح ش**[3] (اس کیلئے تاخیر مندوب ہے جو آخر وقت میں پانی ملنے کی امید رکھتا ہو۔ تنویر الابصار یعنی۔ آخر وقت مستحب میں در مختار یہی اصح ہے۔ شامی۔ت) (۲) جنگل میں کُنواں ہے رسّی یا ڈول بھرنے کا آلہ نہیں نہ عمامے وغیرہ سے نکال سکے نہ کوئی ایسا ہو کہ پانی اُتر کر لادے (۳) یا لانے والا اُجرت مثل سے زائد مانگتا ہے[4] **کما فی البحر عن التوشیح** (جیسا کہ البحر الرائق میں توشیح کے حوالے سے ہے۔ت) (۴) **اقول:** یا یہ مفلس ہے کہ اُجرت دے ہی نہیں سکتا (۵) یا یہاں دینے کو نہیں اس کا مال دوسری جگہ ہے اور اجیر ادھار پر راضی نہیں اور اگر راضی ہو جائے تو تیمّم جائز نہ ہوگا زدتھما اخذا مما یأتی فی ثمن الماء (پانی کے دام سے متعلق جو مسئلہ آرہا ہے اس سے اخذ کرتے ہوئے میں نے ان دو[۲] صورتوں کا اضافہ کیا۔ت) (۶) کپڑا تو ایسا ہے جسے رسّی کی جگہ کرکے پانی نکال سکتا ہے یا بار بار ڈبو کر نچوڑنے سے پانی قابلِ طہارت لے سکتا ہے مگر ایسا کرنے سے کپڑا

---

[1] الدرالمختار باب التیمم مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۴۱
[2] فتح القدیر باب التیمم نوریہ رضویہ سکھر ۱/۱۰۸
[3] ردالمحتار مع الرد باب التیمم مصطفی البابی مصر ۱/۱۸۲
[4] بحرالرائق باب التیمم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۳

خراب ہو جائیگا یا پانی تک پہنچنے کیلئے اُسے بیچ میں چیر کر باندھنا درکار ہوگا۔ اور ایسا کرنے سے اس میں ایک درم کا نقصان ہوتا ہے جب بھی تیمّم کی اجازت ہے ورنہ نہیں ش عن التاتارخانیۃ عن الامام فقیہ النفس خلافا لما فی التوشیح فالبحر فالنہر فالدر معتمدین مافی کتب الشافعیۃ ان لونقص قدر قیمۃ الماء واٰلۃ الاستقاء لایتیمم وان زاد تیمم[5] (شامی از تاتارخانیہ از امام فقیہ النفس قاضی خان اس کے برخلاف جو توشیح پھر بحر پھر نہر پھر در میں ہے اس پر اعتماد کرتے ہوئے جو کتب شافعیہ میں ہے کہ اگر پانی اور پانی کھینچنے کے آلے کی قیمت بقدر نقصان ہو تو تیمم نہ کرے ورنہ تیمّم کرلے۔ت)

فائدہ' درم شرعی یہاں کے روپے سے ۲۵/۷ ہے یعنی ساڑھے چار آنے سے ۶/۲۵ پائی کم۔

(۷) تالاب کا پانی اُوپر سے بوجہ برف جم گیا ہے اور اس کے پاس کوئی آلہ نہیں کہ اُسے توڑ کر نیچے سے پانی نکال سکے یا برف کو پگھلا سکے بحر عن المبتغی[6] (بحر نے مبتغی کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ت)

اقول: اگر بلا آلہ ہوا سے پگھلا سکے جب بھی تیمّم روانہ ہوگا مگر یہ کہ اتنی دیر میں پگھلے کہ وقت جاتا رہے گا تو تیمّم کرکے پڑھ لے۔

وھل ھو علی قول زفر المفتی بہ من جواز التیمم لخوف فوت وقتیۃ فیعمل بہ ثم یعید متطھرا بالماء عملا باصل المذھب ام علی قول الکل۔ **اقول:** الظاھر الثانی لانہ عادم للماء حقیقۃ بخلاف مسألۃ زفر فیسوغ التیمم فان کان یجدہ بعد الوقت بالذوبان الا تری ان راجیہ آخر الوقت لایجب علیہ التاخیر فکیف من	کیا یہ حکم امام زفر کے مفتی بہ قول پر ہے کہ اگر نماز وقتیہ کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو تیمّم جائز ہے۔ لہٰذا اس پر عمل کرلے، پھر اصل مذہب پر عمل کرتے ہوئے پانی سے وضو کرکے نماز کا اعادہ کرے؟ یا یہ سب کے قول پر ہے؟ **اقول:** ظاہر یہ ہے کہ سب کے قول پر ہے۔ اس لئے کہ حقیقۃً وہ پانی پانے والا نہیں بخلاف مسئلہ امام زفر کے تو تیمّم اس کیلئے جائز ہے اگرچہ وقت کے بعد پگھلنے سے وہ پانی پالے گا دیکھئے کہ جسے آخر وقت میں پانی ملنے کی

[5] ردالمحتار باب التیمم مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۳

[6] البحرالرائق ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۳

لایرجوہ فی الوقت اصلا واللہ تعالٰی اعلم۔	امید ہو اس پر تاخیر واجب نہیں، پھر اس کا کیا حکم ہوگا جسے وقت میں پانی ملنے کی بالکل امید نہیں۔واللہ تعالٰی اعلم۔(ت)

(۸) پانی کے پاس شیر بھیڑیا وغیرہ درندہ یا سانپ یا آگ ہے کہ پانی لے نہیں سکتا **(۹)** رہزن ہے کہ لوٹ لے گا **(۱۰)** دشمن ہے جس سے حملہ کا صحیح اندیشہ ہے **(۱۱)** فاسق ہے کہ عورت یا امرد کو اس سے اندیشہ بدکاری ہے **(۱۲)** قرضخواہ ہے اور یہ مفلس وہ مطالبہ میں حبس کرلے گا **الکل فی البحر والدر**[7] (یہ سب البحرالرائق اور دُرمختار میں ہے۔ت)

اقول: یہ ایک شرعی مسئلہ ہے کہ ان بلاد میں جاری نہیں یہاں قرضخواہ نالش کے سوا خود حبس کا اختیار نہیں رکھتا تو یہ یہاں یوں عذر نہیں بلالکہ اس طرح کہ اُس نے گرفتاری جاری کرائی ہے اگر وہاں جاتا یا باہر نکلتا ہے گرفتار ہوجائے گا **(۱۳)** جو وارنٹ کے سبب پانی کے پاس نہیں جاسکتا **(۱۴)** جو پولیس سے رُوپوش ہے **وقد ذکروا (۱) فی الجمعۃ ان الاختفاء من السلطان الظالم مسقط**[8] **فتح وھندیۃ** (علماء نے جمعہ کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ ظالم بادشاہ کے خوف سے رُوپوشی کے سبب جمعہ ساقط ہوجاتا ہے۔فتح، ہندیہ۔ت)

(۱۵) اقول: یہ دونوں صورتیں کہ فقیر نے زائد کیں ظاہر ہیں اور مسئلہ مدیون سے بدلالۃ النص ثابت تیسری صورت اور ہے کہ عزّت دینی والا عالم دین جسے اعزاز دین وعلم دین کیلئے کچہریوں سے احتراز ہے مخالف نے ایذارسانی کیلئے اُسے شہادت میں لکھادیا یا اور کسی طرح طلب کرایا سمن جاری ہے اُس کے خوف سے باہر نہیں جاسکتا ظاہرًا یہ بھی **اِن شاء اللہ العزیز** عذر صحیح ہے کہ آخر یہ مضرت ایک پیسے کے نقصان سے جس کیلئے شرع نے تیمّم جائز فرمایا جس کا ذکر عنقریب آتا ہے کہیں زیادہ ہے **فلیحرر ولیتأمل واللہ تعالٰی اعلم** (اس کی توضیح اور اس میں تامّل کی ضرورت ہے **واللہ تعالٰی اعلم**۔ت) یہ تین تین صورتیں بڑھیں گی کہ اُجرت پر لادینے والا اجرت مثل سے زائد مانگتا ہے یا یہ اُجرت دینے پر قادر نہیں یا اس وقت پاس نہیں

(۱۶تا۳۲) اقول: ۱۰ سے ۱۵ تک ہر صورت میں یہ بھی شرط ہے کہ کوئی پانی لادینے والا غلام خادم بیٹا وغیرہ نہ ملے اور ہر ایک میں بدستور اور وہ ادھار پر راضی نہیں۔ **(۳۴)** مال پاس ہے اپنا خواہ امانت اور پانی پر ساتھ لے جانے کا نہیں نہ یہاں کوئی محافظ اگر پانی لینے

---

[7] البحرالرائق باب التیمم مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۲

[8] فتح القدیر باب صلٰوۃ الجمعۃ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/۳۲

جائے تو اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے[9] بحر ودر جبکہ وہ مال ایک درم سے کم نہ ہو[10] **علی مااستفاد ش من فرع التاتر خانیة المذکور والمسألة تحتاج بعد الی زیادة تحریر** (یہ اس بنیاد پر ہے جو علامہ شامی نے تاتار خانیہ کے مذکورہ جزئیہ سے استفادہ کرتے ہوئے کہامگر یہ مسئلہ اب بھی مزید توضیح کا محتاج ہے۔ت)

(۳۵) پانی ملتا ہے مگر دو چند قیمت کو یعنی اُس جگہ بازار کے بھاؤ سے اتنے پانی کی جو قیمت ہے بیچنے والا اُس سے دو چند مانگتا ہے[11] **بحر عن البدائع والنھایة والنوادر وقدمه فی الخانیة فکان ھو الاظھر الاشھر** (بحر بحوالہ بدائع ونہایہ ونوادر،اور خانیہ میں اسے مقدّم رکھا تو یہی اظہر واشہر ہے۔ت)

(۳۶) قیمت (ا) مثل ہی کو ملتا ہے مگر یہ مفلس ہے یعنی حاجت سے زائد اتنا مال نہیں رکھتا[12] **کمافی الدر** (جیسا کہ دُرمختار میں ہے۔ت) **(۳۷)** مال تو رکھتا ہے مگر یہاں نہیں اور بیچنے والا اُدھار دینے پر راضی نہیں ہاں (۲) راضی ہو تو خریدنا واجب اور اگر کوئی (۳) اُتنے دام اسے قرض دینا چاہے تو لینا لازم نہیں تیمّم کرسکتا ہے **لان الاجل لازم ولامطالبة قبل حلوله بخلاف القرض**[13] **ش عن البحر** (اس لئے کہ ادھار کی صورت میں مقررہ میعاد لازم ہوگی اور اس سے پہلے مطالبہ نہیں ہوسکتا،اور قرض کا حکم اس کے برخلاف ہے۔شامی بحوالہ بحر۔ت)

تنبیہ: شریعتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمت دیکھیے ہمارے ایک ایک پیسے پر لحاظ فرمایا گیا نہانے کی حاجت ہے اور وہاں قابلِ غسل پانی کی قیمت ایک پیسہ ہو اور جس کے پاس ہے دوٗ پیسے مانگتا ہے پیسہ زیادہ نہ دو اور تیمّم کرکے نماز پڑھ لو ایسی رحمت والی شریعت کے کسی حکم کو کڑا سمجھنا یا شامتِ نفس سے بجانہ لانا کیسی ناشکری وبے حیائی ہے مولیٰ عزوجل صدقہ مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رحمت کا اس فقیر عاجز اور سب اہلِ سنّت کو کامل اتباعِ شریعت کی توفیق بخشے اور اپنی رحمت محضہ سے قبول فرمائے آمین وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا محمد وآلہٖ وصحبہ اجمعین **(۳۸)** مریض ہے پانی سے طہارت کرے تو مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا اور یہ بات ظاہر علامتٗ یا تجربہ سے ثابت ہو[14] **ش عن الغنیة** (شامی بحوالہ غنیہ) یا

---

[9] الدرالمختار باب التیمم مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۴۱

[10] ردالمحتار باب التیمم مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۳

[11] البحرالرائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱/۱۶۲

[12] الدرالمختار باب التیمم مجتبائی دہلی ۱/۴۴

[13] ردالمحتار باب التیمم مصطفی البابی مصر ۱/۱۸۴

[14] ردالمحتار باب التیمم مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۱

طبیب حاذق مسلم مستور ایسا کہے درو ش وقیل عدالته شرط [15] غنیة (درمختار وشامی،اور کہا گیا کہ اس کا عادل ہونا شرط ہے۔غنیہ۔ت)

اقول: فیه مافیه من الحرج وماشرع التیمّم الا لدفعه (اس پر اعتراض یہ ہے کہ اس میں حرج ہے حالانکہ تیمّم دفع حرج ہی کیلئے مشروع ہوا۔ت) **(۳۹)** یوں ہی اگر فی الحال مرض نہیں مگر تجربہ وغیرہ دلائل معتبرہ شرعیہ مذکورہ سے ثابت ہے کہ اس وقت پانی سے طہارت کی تو بیمار ہوجائے گا [16] ش عن القهستانی (شامی از قہستانی۔ت) **(۴۰)** سردی شدید ہے اور حمام نہیں یا اُجرت دینے کو نہیں نہ پانی گرم کرسکتا ہے نہ ایسے کپڑے میں کہ نہا کراُن سے گرمی حاصل کرسکے نہ تاپنے کو الاؤمل سکتا ہے اور اس سردی میں نہانے سے مرض کا صحیح خوف ہے تو تیمّم کرسکتا ہے اگرچہ شہر میں ہو [17] درمختار۔سردی کے باعث وضو نہیں چھوڑ سکتا **وهو الصحیح کما فی الخانیه والخلاصة بل هو بالاجماع، مصفی** [18] (یہی صحیح ہے۔خانیہ،خلاصہ بلکہ یہ بالاجماع ہے۔ مصفی۔ت) ہاں اگراُس سردی میں وضو سے بھی صحیح خوف حدوث مرض ہو جب بھی تیمّم کرے [19] **ش عن الامداد** (شامی بحوالہ امداد الفتاح۔ت) خالی وہم کا اعتبار نہانے میں بھی نہیں وضو تو وضو **(۴۱)** مریض کو پانی سے طہارت تو مضر نہیں مگر جنبش مضر ہے **(۴۲)** ضرر تو کچھ نہیں مگر وضو نہیں کرسکتا اور دوسرا کرانے والا نہیں اور اگر ہے تو مثلاً غلام یا نوکر یا اولاد جن پر اس کی اطاعت وخدمت لازم ہے تو بالاتفاق تیمّم نہیں کرسکتا اور اگراُس پر خدمت لازم تو نہیں مگر اس کے کہنے سے وضو کرادے گا جیسے دوست یا زوج یا زوجہ تو معتمد یہ کہ اب بھی تیمّم جائز نہیں [20] **(۴۳)** دوسرا ہے مگر وہ اجرت مانگتا ہے اور یہ قادر نہیں **(۴۴)** قادر بھی ہے مگر وہ اُجرت مثل سے زیادہ مانگتا ہے [21] **الکل فی البحر والدر** (یہ سب بحرالرائق اور درمختار میں ہے۔ت) **(۴۵) اقول:** یہاں بھی وہ صورت آئیگی کہ وہ اُجرت مثل ہی مانگتا ہے اور یہ دے بھی سکتا ہے مگر یہاں نہیں اور وہ اُدھار پر راضی نہیں **(۴۶تا۴۸)** سفر میں پانی پاس موجود ہے اور

---

[15] ردالمحتار مع الدرالمختار باب التیمم مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۱
[16] ردالمحتار مع الدرالمختار باب التیمم مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۱
[17] الدرالمختار باب التیمم مجتبائی دہلی ۱/۴۱
[18] ردالمحتار باب التیمم مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۲و۱۷۱
[19] ردالمحتار باب التیمم مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۲و۱۷۱
[20] بحرالرائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۰
[21] بحرالرائق باب التیمم، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۱

استعمال پر قدرت بھی اور مرض کا بھی اندیشہ نہیں مگر اس سے طہارت کرتا ہے تواب[1] یا بعد کو یہ یا[2] اور کوئی مسلمان یا[3] اس کا جانور اگرچہ وہ کُتّا جس کا پالنا جائز ہے پیاسا رہ جائے گا (۴۹) یا (۴۹) آٹا گوندھنے کو پھر پانی نہ ملے گا (۵۰) یا (۵) بدن یا بقدر ستر عورت کے کپڑے پر نجاست ہے جس سے نماز نہ ہوگی اور اگر وضو یا غسل کرلیا تو اتنی نجاست پاک کرنے کو جس سے وہ مانع نماز نہ رہے پانی نہ ملے گا، یہ پانچوں صورتیں ہمارے رسالہ النور والنورق فصل اول نمبر ۳۱ میں مشرح ہیں (۵۱) راہ میں سبیل کا پانی موجود ہے مگر وہ پینے کیلئے وقف ہے غسل وضو کیلئے نہیں۔ اس کا نہایت مفصل مکمل بیان ہمارے اسی رسالے نمبر ۲۹ میں ہے (۵۲) طہارت ہی کیلئے وقف ہے مگر ایک قوم خاص یا وصف خاص پر اور یہ اُن میں نہیں اس کا بیان نمبر ۳۰ میں ہے۔

(۵۳) پانی دوسرے کی مِلک ہے اور اس کیلئے اجازت نہیں اس کا بیان نمبر ۳۲ وغیرہ میں ہے (۵۴) نہانے کی حاجت ہے اور وہاں کچھ لوگ ہیں کہ نہ وہ ہٹتے ہیں نہ اُسے آڑ ملتی ہے نہ کچھ باندھ کر نہانے کو ہے تیمّم کرے اگرچہ مرد صرف مردوں ہی میں ہو یا عورت صرف عورتوں میں [22]**علی مااستظھر فی الحلیۃ والغنیۃ خلافا لما فی القنیۃ والدر** (یہ اس بنیاد پر ہے جسے حلیہ اور غنیہ میں ظاہر کہہ کے بیان کیا اس کے برخلاف جو قنیہ اور درمختار میں ہے۔ت)

اقول: ومازدت من القیود ظاھر (اور میں نے جن قیدوں کا اضافہ کیا ہے وہ ظاہر ہیں۔ت) پھر بعد کو نماز کا اعادہ کرے یا نہ کرے اس کا ذکر نمبر ۶۷ میں آتا ہے **وباللہ التوفیق**۔ **(۵۵) اقول:** یونہی اگر عورت کو وضو کرنا ہے اور وہاں کوئی نامحرم مرد موجود ہے جس سے چھپا کر ہاتھوں کا دھونا اور سر کا مسح نہیں کرسکتی تیمّم کرے (۵۶) محبوس کو پانی نہیں ملتا (۵۷) کفار معاذاللہ پکڑ کرلے گئے اور غسل یا وضو نہیں کرنے دیتے (۵۸) ظالم ڈراتا ہے کہ پانی سے طہارت کی تو مار ڈالوں گا یا کوئی عضو کاٹ دوں گا اور ایسا ہی خوف جس سے اکراہ ثابت ہو۔ [23]**الکل فی الذخیرۃ وشرح الوقایۃ والفتح والدرر وغیرھا** (یہ سب ذخیرہ، شرح وقایہ، فتح القدیر، درر وغیرہا میں ہے۔ت)

اقول: ومازدت من القطع وسائر مایصح بہ الاکراہ ظاھر (میں نے عضو کاٹنے اور ہر اس چیز کا جس سے اکراہ ثابت ہو اضافہ کیا، یہ ظاہر ہے۔ت) **(۵۹)** پانی میل بھر سے کم دُور ہے مگر نوکر یا مزدور کو آقا یا مستاجر جانے کی اجازت نہیں دیتا [24]**بحر عن المبتغی** (بحر بحوالہ مبتغی) **(۶۰) اقول:** ریل میں ہے

---

[22] غنیۃ المستملی سنن الغسل مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱

[23] فتح القدیر باب التیمم نوریہ رضویہ سکھّر ۱/۱۱۸

[24] البحر الرائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۲

اور اس درجے میں پانی نہیں اور دروازہ بند ہے تیمّم کرے **لانہ کالمحبوس فی معنی العجز** (اس لئے کہ وہ عاجز ہونے میں قیدی کی طرح ہے۔ت) مگر ۵۶ سے یہاں تک ان پانچوں صورتوں میں جب پانی پائے طہارت کرکے نماز پھیرے لان المانع من جھۃ العباد (اس لئے کہ مانع بندوں کی طرف سے ہے۔ت) اور اگر اُتر کر پانی لانے میں مال جاتے رہنے کا خوف ہو تو اعادہ بھی نہیں اور یہ نمبر ۳۴ ہے اور اگر ریل چلے جانے کا اندیشہ ہو تب بھی تیمّم کرے اور اعادہ نہیں یہ نمبر آئندہ کے حکم میں ہے **(۶۱)** پانی میل سے کم مگر اتنی دُور ہے کہ اگر یہ وہاں جائے تو قافلہ چلا جائے گا اور اس کی نگاہ سے غائب ہو جائے گا **(۶۲) اقول:** یا اگرچہ ابھی نگاہ سے غائب نہ ہوگا مگر یہ ایسا کمزور ہے کہ مل نہ سکے گا۔

قال فی البحر عن ابی یوسف اذا کان بحیث لو ذھب الیہ وتوضأ تذھب القافلۃ وتغیب عن بصرہ فھو بعید ویجوزلہ التیمم واستحسن المشائخ ھذہ الروایۃ کذا فی التجنیس وغیرہ[25] اھ۔ **اقول:** والمختار فی تقدیر البعد وان کان المیل لکن ھذا عذر صحیح معتبر لاشك ولذا استحسنہ المشائخ فیجب اعتبارہ مستقلا لا من حیث تقدیر البعد بہ۔	بحر میں فرمایا: امام ابویوسف سے روایت ہے کہ "جب یہ حالت ہو کہ پانی تک جاکر وضو کرے تو قافلہ چلا جائے گا اور اس کی نظر سے غائب ہو جائے گا تو وہ پانی سے دور ہے اور اس کیلئے تیمّم جائز ہے"۔ مشائخ نے یہ روایت بنظرِ استحسان دیکھی، اسے پسند کیا، ایسا ہی تجنیس وغیرہ میں ہے اھ۔ (ت) **اقول:** دوری کی تحدید میں مختار اگرچہ میل ہی ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ ایک صحیح اور معتبر عذر ہے اسی لئے مشائخ نے اسے پسند کیا تو مستقل طور پر اس کا اعتبار ضروری ہے اسی لحاظ سے نہیں کہ یہی دوری کی حد مان لی گئی ہے۔ (ت)

(۶۳ تا ۶۶) اقول: عورت[1] کے پاس پانی نہیں نہ باہر نکلنے کو چادر نہ بیٹا وغیرہ لادینے والا یا[2] اجیر اجرت مثل سے زیادہ مانگتا ہے یا[3] یہ مفلس ہے یا[4] مال غائب اور وہ ادھار پر راضی نہیں تیمّم کرے اور اعادہ نہیں **لان المنع من جھۃ الشرع** (اس لئے کہ رکاوٹ شریعت کی جانب سے ہے۔ت)

(۶۷) اقول شریف زادی پردہ نشین کہ باہر نکلنے کی قطعاً عادی نہیں اگر گھر میں پانی نہ رہے نہ باہر سے

---
[25] البحرالرائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۰

کوئی لادینے والا ہو تو رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت سے امید ہے کہ اُسے اجازت تیمّم ہو اور پانی پانے پر اعادہ کی بھی حاجت نہ ہو تفصیل' اس کی یہ کہ عورات چند قسم ہیں ایک وہ کہ دن دہاڑے منہ کھولے بے تکلّف بازاروں میں پھرتی ہیں یہ مطلقًا مردوں کی مثل ہیں مگر جبکہ چادر نہ پائیں۔**اقول**: اگرچہ خود بدلحاظی عـہ سے پھرنے کی عادی ہوں کہ وہ حرام ہے اور شرع حرام کا حکم نہیں دیتی۔ دوسری وہ کہ برقع اوڑھ کر دن کو آتی جاتی ہیں یہ بھی معذور نہیں ہو سکتیں مگر اُسی حالت میں کہ بُرقع یا چادر بھی نہ پائیں تیسری وہ کہ رات کو چادر اوڑھ کر دوسرے محلّوں تک جاتی ہیں جس طرح رامپور و بدایوں کے بہت گھروں کی رسم سُنی گئی ان کیلئے دن میں شاید عذر ہو سکے شب میں ہرگز نہیں مگر یہ کہ کنویں پر مردوں کا مجمع ہو اور یہ مجمع میں چادر اوڑھ کر شب کو بھی نہ جاسکتی ہوں چوتھی وہ کہ شب کو چادر کے ساتھ بھی دُور نہ جاسکے صرف اس کی عادی ہو کہ گھر سے نکل کر سامنے کے دروازے میں دو قدم رکھ کر چلی جائے اس کیلئے اگر کُنواں ایسا ہی قریب ہے اور اس پر مرد نہیں تو عذر نہیں اور اگر کُنواں دُور ہے یا وہاں مردوں کا اجتماع ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ معذور ہے پانچویں وہ کہ گھر سے باہر قدم رکھنے کی مطلقًا عادی نہیں جس طرح بحمداللہ تعالیٰ بریلی میں شریف زادیوں کا دستور ہے یہ ہر طرح معذور ہے اور کیونکر اُسے مجبور کیا جائے گا حالانکہ اس نے کُنواں دیکھا تک نہیں، نہ اس تک راہ جانتی ہے نہ کسی سے پوچھ سکے گی نہ اُس کے قدم اُٹھیں گے ۰۰اللهُ۰۰لَّاوُ۰ [26]
(اور خدا کسی جان کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ت)

عادت چھُڑانے میں حرج ہے خصوصًا وہ نیک عادت کہ کمال حیا پر مبنی ہو اور حیا جتنی زائد ہو اُسی قدر بہتر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **الحیاء خیر کله** [27] حیا سراسر بہتر ہے **رواہ البخاری و مسلم و ابو داؤد والنسائی عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنه وعن الصحابة جمیعا** (اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عمران بن حصین سے روایت کیا ہے خدا اُن سے اور تمام صحابہ کرام سے راضی ہو۔ت) اُوپر گزرا کہ شریعتِ مطہرہ نے ہمارے ایک پیسے کا لحاظ فرمایا کہ پانی بیچنے والا پیسے کی جگہ دو مانگتا ہو نہ دو اور تیمّم کرلو ان شریف زادیوں کو اگر کوئی دس روپے بلکہ باعتبار حیثیت ہزار روپے دے اور کہے کنویں سے پانی بھر لاؤ ان سے ہر گز نہ ہو سکے گا

عـہ **اقول**: اس کی نظیر یہ ہے کہ پانی پینے کی سبیل سے وضو کی اجازت نہیں اگر صرف وہی پانی ہو تیمّم کرے اور اگر کوئی شخص ظلم و غصب کا عادی ہو تو اسے بھی تیمّم کا حکم ہو گا یہ نہ فرمایا جائے گا کہ تو تو غاصب ہے اسے غصبًا لے کر وضو کر ۱۲منہ (م)

---

[26] القرآن ۲۸۶/۲
[27] الصحیح للمسلم باب عدد شعب الایمان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۸/۱

وللہ الحمد تو یہ اس پر کیونکر مجبور کی جائیں۔ یہ ہے وہ جو براہِ تفقہ ذہنِ فقیر میں آیا،

ولاقول: انه حکم الله عزوجل بل ارجوان یکون حکمه تعالٰی فلینظر فیه العلماء الذین[عــه] لهم اعین یبصرون بها ولهم قلوب یفقهون بها والله یهدی السبیل وهو حسبی ونعم الوکیل۔	اور **میں یہ نہیں کہتا** کہ یہی اللہ عزوجل کا حکم ہے بلکہ مجھے امید ہے کہ یہ رب تعالٰی کا حکم ہو۔ تو اس میں وہ علما نظر فرمائیں جن کے پاس بصیرت والی نگاہیں اور فقاہت والے دل ہیں۔ اور خدا ہی صحیح راستے کی طرف ہدایت فرمانے والا ہے، اور وہی مجھے کافی اور کیا ہی عمدہ کارساز ہے۔ (ت)
اما قولی انها اذا وجدت الماء لا تعید فلان المانع الحیاء والحیاء من المولٰی سبحٰنه وتعالٰی فالمانع من جهة صاحب الحق عزجلا له کما استظهر الفاضلان الرحمتی ثم الشامی فی مسألة نمرة ومثلها قائلین ان العذر لم یأت من قبل المخلوق فان المانع لها الشرع والحیاء وهما من الله تعالٰی کما قالوا (۱) لوتیمّم لخوف العدو فان توعده علی الوضوء اوالغسل یعید لان العذر اتی من غیر صاحب الحق ولو	لیکن یہ جو میں نے کہا کہ "پانی پانے پر اسے اعادہ کی بھی حاجت نہیں"۔ تو اس لئے کہ اس کیلئے پانی سے مانع چیز حیا ہے۔ اور حیا مولٰی سبحٰنہ مثل ۵۵ میں اظہار کیا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: "عذر مخلوق کی جانب سے نہ آیا اس لئے کہ اس عورت کے لئے مانع شریعت اور حیا ہے وتعالٰی کی جانب سے ہے۔ تو مانع خود صاحبِ حق عزّجلالہ کی طرف سے ہے جیسا کہ فاضل رحمتی پھر شامی نے مسئلہ ۵۴ میں اور اسی کے دونوں ہی اللہ تعالٰی کی جانب سے ہیں۔ جیسا کہ علماء نے فرمایا ہے کہ اگر دشمن کے خوف سے تیمّم کیا، تو اگر یہ صورت ہے کہ دشمن نے وضو یا غسل کرنے پر کوئی دھمکی دی ہے تو اعادہ کرے گا اس لئے کہ عذر صاحب حق (مولٰی تعالٰی) کی جانب سے نہیں۔

عــه احتراز عن بعض ابناء الزمان الذین تسموا بالعلم ومالهم من العلم الا الاسم ۱۲ منه غفرله (م)	یہ ایسے بعض ابنائے زمانہ سے احتراز ہے جنھوں نے اپنے ساتھ علم وعلماء کا نام چسپاں کرلیا ہے اور حقیقت میں ان کے پاس علم نہیں صرف علم کا نام ہے ۱۲منہ غفرلہ (ت)

خاف بدون توعد من العدو فلا لان الخوف اوقعه الله تعالٰی فی قلبه فقد جاء العذر من صاحب الحق فلا تلزمه الاعادۃ[28] اھ وانت تعلم ان الامر فی مسألتنا ھذہ اظھر من تلك فلیس ھھنا شیئ من قبل العباد اما تلك فقال المحقق الحلبی فی الحلیة الاشبه الاعادۃ تفریعا علی ظاھر المذھب فی الممنوع من ازالة الحدث بصنع العباد[29] اھ ورأیتنی کتبت علی قول الرحمتی المذکور مانصه۔ **اقول:** وباللّٰه(۱) التوفیق محل(۲) المسألة انما ھو حیث کان ممنوعا عن التحول الی موضع ستر والا لم یجز له الکشف ولا التیمم قطعا فھذا المنع اما ان یکون من قبل القوم کأن حبسوہ اوقالوا له لوتحولت قتلناك اوسلبناك فان المال شقیق النفس	اور اگر دشمن کے ڈرائے بغیر یہ خوفزدہ ہوا (اور تیمّم کرلیا) تو اعادہ نہیں۔اس لئے کہ خدائے تعالٰی نے ہی اس کے دل میں خوف ڈال دیا تو یہ عذر صاحبِ حق کی جانب سے ہی آیا لہٰذا اس پر اعادہ لازم نہیں"۔اھ (ت) اور معلوم ہے کہ ہمارے زیر تحریر مسئلہ میں معاملہ اُس سے زیادہ ظاہر اور واضح ہے۔اس لئے یہاں بندوں کی جانب سے کسی چیز کا وجود ہی نہیں۔اور اُس مسئلہ میں تو محقق حلبی نے حلیہ میں یہ لکھا ہے کہ "جو شخص بندوں کے فعل کی وجہ سے ازالہ حدث نہ کرسکے اس کے متعلق ظاہر مذہب میں یہی حکم ہے کہ اعادہ کرے"تو ظاہر مذہب میں تفریع کرتے ہوئے یہاں بھی زیادہ مناسب اعادہ ہی ہے"اھ میں نے دیکھا کہ رحمتی کے قول مذکور پر خود میں نے کبھی درج ذیل عبارت تحریر کی تھی: **اقول:** وباللّٰه التوفیق (**میں کہتا ہوں**،اور توفیق خدا ہی کی جانب سے ہے) یہ مسئلہ اُسی صورت میں ہے جب کسی پردہ کی جگہ چلے جانے سے رکاوٹ ہو ورنہ اس کیلئے نہ ستر کھولنا جائز ہوگا نہ ہی تیمّم کرنا جائز ہوگا۔اب یہ رُکاوٹ یا تو لوگوں کی جانب سے ہے۔مثلاً اسے قید کردیا ہے یا اس سے کہا ہے کہ یہاں سے ہٹے تو ہم تجھے قتل کردیں گے یا تیرا مال چھین لیں گے۔مال بھی جان کا بھائی ہے۔یا لوگوں کی جانب سے

[28] ردالمحتار ابحاث الغسل مصطفی البابی مصر ۱/۱۱۵

[29] ردالمحتار ابحاث الغسل مصطفی البابی مصر ۱/۱۱۵

اولا کمریض ومن سفینۃ فی لجۃ بحر علی الاول لاشك ان المنع جاء من قبل العباد فیتیمّم ویعید وعلی الثانی لقائل ان یقول لابدلہ ان یسألھم تحویل الدبر اوغض البصر فان فعلوا فبھا والا فقد تسببوا فی المانع وان لم یکن نفس المانع من قبلھم کالخوف فانہ من قبل اللہ تعالٰی ومع ذلك اذا نشأ بتسبب العبد بالایعاد یعد من العبد ویؤمر بالاعادۃ فادن الاشبہ ماذکر المحقق الحلبی مع ان فیہ الخروج عن العھدۃ بیقین فعلیہ فلیکن التعویل واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔	رکاوٹ نہیں ہے۔ مثلاً بیمار ہے یا سمندر کی گہرائی میں کشتی پر سوار ہے۔ پہلی صورت میں رکاوٹ بلاشبہ بندوں کی جانب سے ہے تو تیمّم کرے گا پھر اعادہ کرے گا۔ اور دُوسری صورت میں کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ اس پر لازم ہے کہ لوگوں سے کہے پیٹھ پھیر لیں یا نگاہ بند کرلیں، اگر وہ ایسا کرلیں تو ٹھیک ورنہ وہ رکاوٹ کا سبب بن گئے اگرچہ اصل مانع ان کی طرف سے نہیں۔ جیسے خوف کا معاملہ ہے کہ دراصل یہ اللہ تعالٰی کی جانب سے ہے، اس کے باوجود جب خوف اس سبب سے پیدا ہوا کہ کسی بندے نے دھمکی دی ہے تو وہ بندے کی جانب سے شمار ہوتا ہے اور اعادہ کا حکم دیا جاتا ہے اس تفصیل کی روشنی میں اشبہ (زیادہ مناسب) وہی ہے جو محقق حلبی نے فرمایا۔ ساتھ ہی اس میں احتیاط کا پہلو بھی ہے کیونکہ اعادہ کرلے تو یقینی طور پر سبکدوش اور عہدہ برآ ہوجائے گا اس لیے انہی کے قول پر اعتماد ہونا چاہئے، واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔ (ت)

(۶۸تا۷۰) اقول: یوں ہی اگر پانی لادینے والا اُجرت مانگتا ہے اور یہ مفلس یا وہ ادھار پر راضی نہیں یا اُجرت مثل سے زیادہ کا طالب[30] علی وزان مامر فی ۳۵و۳۶و۳۷ عن البحر والدر (اسی طور پر جیسا کہ نمبر ۳۵، ۳۶، ۳۷ میں بحر رائق اور در مختار کے حوالہ سے بیان ہوا ہے۔ت)

(۷۱) اقول: کنواں رسّی ڈول سب کچھ موجود ہے مگر یہ ایسا مریض یا اتنا ضعیف ہے کہ بھرنے پر قادر نہیں اور نوکر غلام بیٹا کوئی پاس نہیں نہ کوئی ایسا کہ اس کے کہے سے بھردے نہ اور تدبیروں سے کہ نمبر ۲ میں گزریں

[30] البحرالرائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۳

پانی لے سکتا ہے،

فقد تحقق عجزہ وھو ملاك الاباحة وکانہ دخل فیما ذکروا من فقد الاٰلة فان فیہ الفقد حکما وان لم یکن حسا کما قال تعالٰی وَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فعم الفقد الحسی والحکمی۔	اس لئے کہ اس کا عاجز ہونا متحقق ہوگیا اور جواز تیمّم کی بنیاد یہی ہے۔ علماء نے پانی کھینچنے کا آلہ نہ پانے کا جو ذکر کیا ہے گویا یہ صورت بھی اس میں داخل ہے کیونکہ اس میں بھی حکماً ذریعہ کا فقدان ہے اگرچہ حسّاً فقدان نہیں جیسے باری تعالٰی کا ارشاد ہے: "اور تم پانی نہ پاؤ" یہ حسّی و حکمی دونوں فقدان کو شامل ہے۔(ت)

(۷۲ تا ۷۴) اقول یوں ہی اگر دُوسرا پانی بھر دینے والا اُجرت مانگتا ہے اور یہ مفلس یا وہ ادھار پر راضی نہیں یا اُجرت مثل سے زائد مانگتا ہے۔

(۷۵ تا ۷۸) اقول انہی صورتوں کی مثل ہے کہ یہ مریض وضعیف بھی نہ ہو مگر (۱) کُنویں کا چرسہ اکیلے سے نہ کھینچ سکے گا اور دُوسرا چھوٹا ڈول یا پانی لینے کا اور طریقہ نہیں نہ اس کے پاس اتنے آدمی کہ مل کر کھینچ دیں یا کھنچوانے (۲) کی اُجرت نہیں رکھتا یا کھینچنے (۳) والے اجرت مثل سے زیادہ مانگتے ہیں یا ادھار (۴) پر راضی نہیں اور یہ صورت اکیلے شخص پر محصور نہیں دو ۲ یا زائد بھی ہوں مگر اس چرسہ کے کھینچنے کو زیادہ آدمی درکار ہیں جب بھی یہی احکام ہوں گے خصوصًا جبکہ یہ عورتیں ہوں **کواقعة بنتی شعیب علیہ وعلیھما الصلاۃ والسلام** (جیسے حضرت شعیب کی دونوں بیٹیوں کا واقعہ ہے۔ان پر اور ان دونوں پر درود وسلام۔ت)

(۷۹) اقول: پانی پر گزرا سامان سب حاضر ہے مگر یہ گھوڑے پر سوار ہے اور گھوڑا بدرکاب کہ اُتر کر چڑھنے میں بہت دقّت کا سامنا ہوگا تیمّم کرکے گھوڑے پر پڑھ لے جبکہ جنس ارض سے کوئی شے پاس ہو اگرچہ چلم ہو یا زین وغیرہ پر اتنا غبار ہو کہ ہاتھ پھیرنے سے انگلیوں کا نشان بن جائے۔

(۸۰ تا ۸۳) اقول: یونہی اگرچہ سواری شائستہ ہو مگر یہ مریض یا ایسا ضعیف ہے کہ بے مددگار چڑھ نہ سکے گا اور (۱) مددگار انہیں تفصیلوں پر نہیں یا (۲) اجرت مانگتا ہے اور یہ مفلس یا (۳) وہ ادھار پر راضی نہیں یا (۴) اجرت مثل سے زیادہ چاہتا ہے۔

(۸۴) اقول: یوں ہی اگر سوار عورت ہے اور چڑھانے کو محرم یا شوہر درکار اور وہ ساتھ نہیں، منیہ میں ہے:

الشئخ(۱) اذا رکب دابة ولم یقدر علی	"بوڑھا شخص کسی جانور پر سوار ہوا اور اترنے پر قدرت

النزول اوامرأة(ا) ولیس معها محرم یصلیان علیها[31] اھ قال فی الحلیة بل ظاهر الخانیة انه یجوزلها وان کان معها محرم فان فیها الرجل اذا حمل امرأته من القریة الی المصر کان لها ان تصلی علی الدابة فی الطریق اذا کانت لاتقدر علی الرکوب والنزول انتهی لکن هذا ظاهر علی اصل ابی حنیفه فی انه لایجعل قدرة الانسان بغیره کقدرته بنفسه اما علی قولهما فینبغی ان لایجوز اذا کان الزوج یقدر علی مساعدتها فی الرکوب والنزول ویبذل ذلك لها ثم لایخفی ان جواب الخانیة مع تعقبنا به اٰت بطریق اولی اذا کان مکان الزوج محرم اواجنبی[32] اھ۔

اقول: اما الاولویة فی تأتی جواب الخانیة ان حمل علی الجواز مطلقًا وان ساعدها من معها علی الرکوب والنزول فظاهرة ولکن

نہیں، یا عورت سوار ہوئی جس کے ساتھ کوئی محرم نہیں تو دونوں کے لئے یہ حکم ہے کہ سواری پر نماز پڑھ لیں" اھ حلیہ میں فرمایا: "لکہ خانیہ کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے ساتھ محرم ہو جب بھی اس کے لئے اجازت ہے اس لئے کہ خانیہ میں یہ ہے کہ جب مرد اپنی عورت کو سوار کرکے گاؤں سے شہر لے جائے تو عورت راستے میں سواری پر نماز پڑھ لے جب چڑھنے اترنے پر قادر نہ ہو" انتہی۔ یہ حکم امام اعظم ابو حنیفہ کے قاعدہ پر تو ظاہر ہے اس لئے کہ وہ انسان کیلئے دوسرے کے ذریعہ حاصل ہونے والی قدرت کو خود اس کی اپنی قدرت کی طرح قرار نہیں دیتے۔ لیکن صاحبین کے قول پر اس صورت میں اس کا جواز نہیں ہونا چاہئے جب شوہر چڑھنے اترنے میں اس کی مدد کرسکتا ہو اور اپنی مدد پیش بھی کرسکتا ہو پھر خانیہ میں جو حکم مذکور ہے یہ ہماری تنقید کے ساتھ اس صورت میں بھی بدرجہ اولٰی جاری ہوگا جب بجائے شوہر کے، کوئی محرم یا اجنبی ہو، جیسا کہ ظاہر ہے اھ"۔ (ت)

اقول: خانیہ میں مذکورہ حکم کے جاری ہونے کا اگر یہ معنٰی ہے کہ مطلقًا جواز ہو اگرچہ عورت کا ہم راہی اترنے چڑھنے میں اس کا معاون ہو تو یہاں اس کا اولٰی ہونا ظاہر ہے۔ لیکن (یہاں صاحب حلیہ کی تنقید بھی بدرجہ اولٰی جاری ہونے

[31] منیۃ المصلی فرائض الصلوٰۃ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۲۵۳
[32] تعلیق المجلی مع المنیۃ فرائض الصلوٰۃ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور (ملتقطًا)

اولًا ای اولویة(۱) فی اتیان التعقب فی المحرم بل الزوج ھو الاولی وثانیا لا(۲) تأتی للتعقب فی الاجنبی فضلا عن الاولویة فان ارکابہ وانزالہ ایاھا فیہ مافیہ وقد(۳) نصت مسألة المتن علی جواز صلاتھا علی الدابة اذا کان معھا اجنبی ھذا منطوقھا وعدم الجواز اذا کان معھا محرم مفھومھا وتثبت۔	پر ہمیں کلام ہے) اولاً محرم سے متعلق تقیید مذکور بطریق اولیٰ کیوں کر جاری ہوسکتی ہے اس تقیید کے معاملہ میں تو شوہر ہی اولیٰ ہے ثانیًا اجنبی کے سلسلہ میں تو تقیید مذکور جاری بھی نہیں ہوسکتی اس کا اولیٰ ہونا تو درکنار، اس لئے کہ اس کے چڑھانے اتارنے میں بہت خرابیاں دشواریاں ہیں متن (منیۃ المصلی) کے مسئلہ میں اس کی صراحت ہے کہ جب عورت کے ساتھ اجنبی ہو تو اس کیلئے سواری پر نماز پڑھنا جائز ہے، یہ اس کی صریح عبارت اور منطوق ہے۔ اور جب عورت کے ساتھ محرم ہو تو سواری پر نماز پڑھنا جائز نہیں یہ اس کا معنی مخالف اور مفہوم ہے تو فہم وثبات سے کام لو۔ (ت)

(۸۵) اقول: یوں ہی اگر اُترنے چڑھنے سے بیماری بڑھے۔ یہ مسائل علمائے کرام نے دربارہ نماز ذکر فرمائے کہ یوں اترنے سے عجز ہو تو سواری پر پڑھے تو دربارہ طہارت بدرجہ اولیٰ درِمختار میں زیر قول متن **الصلاۃ علی الدابة تجوز فی حالة العذر لا فی غیرھا** (سواری پر نماز ادا کرنا بحالتِ عذر جائز ہے بلاعذر نہیں۔ت) فرمایا **ومن(۴) العذر دابة لاترکب الابعناء اوبمعین**[33] (یہ بھی عذر ہی ہے کہ جانور پر مشقت یا کسی مددگار کے بغیر سوار نہ ہوسکے۔ت)

ردالمحتار میں ہے:

لوکانت الدابة جموحا لونزل لایمکنہ الرکوب الابمعین اوکان شیخا کبیرا لونزل لایمکنہ ان یرکب ولایجد من یعینہ تجوز الصلاۃ علی الدابة اھ وقدمنا عن المجتبی ان	اگر جانور سرکش ہو کہ اتر جائے تو بغیر مددگار کے اس پر چڑھنا ممکن نہ ہو یا سوار بہت بوڑھا ہو کہ اتر جائے تو چڑھ نہ سکے نہ ہی اسے کوئی مددگار ملے تو سواری پر نماز ادا کرنا جائز ہے اھ اور ہم مجتبیٰ کے حوالہ سے پہلے بیان کرچکے ہیں کہ ان کے

[33] الدرالمختار باب الوتر والنوافل مجتبائی دہلی ۹۸/۱

الاصح عندہ لزوم النزول لو وجد اجنبیا یطیعه فعلی ھذا لاخلاف فی لزوم النزول لمن وجد معینا یطیعه ولم یکن(ا) مریضا یلحقه بنزوله زیادة مرض وفی المنیة المرأة اذا لم یکن لھا محرم تجوز صلاتھا علی الدابة اذا لم تقدر علی النزول[34] اھ۔	نزدیک اصح یہ ہے کہ اترنا لازم ہے اگر ایسا کوئی اجنبی مل جائے جو اس کی بات مان لے۔ تو اس بنیاد پر اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس شخص کیلئے اترنا لازم ہے جسے کوئی ایسا مددگار مل جائے جو اس کی بات مان لے اور ایسا بیمار نہ ہو کہ اترنے سے مرض بڑھ جائے اور منیہ میں ہے کہ: "عورت کے ساتھ جب محرم نہ ہو تو اس کیلئے سواری پر نماز پڑھنا جائز ہے جبکہ اترنے پر قدرت نہ ہو اھ۔(ت)

(۸۶) اقول: اگر زخم ہے کہ اُترنے سے جاری ہو جائے گا اور نماز طہارت سے نہ مل سکے گی نہ اُترے اور تیمّم سے پڑھے یہ مسئلہ بھی علماء نے نماز میں افادہ فرمایا ہے کہ اگر کھڑے ہونے سے زخم جاری ہوتا ہو بیٹھ کر پڑھے دُرمختار ۲ میں ہے **قد یتحتم القعود کمن یسیل جرحه اذا قام اویسلس بوله**[35] (اس کیلئے بیٹھ کر نماز پڑھنا واجب ہے جس کا زخم قیام سے بہنے لگتا ہو یا جسے کھڑے ہونے سے پیشاب آنے لگتا ہو۔ت)

(۸۷) ہر عبادت فرض یا واجب یا سنّت کہ پانی سے طہارت کرے تو فوت ہو جائے گی اور اس کا عوض کچھ نہ ہوگا اُس کیلئے تیمّم کر سکتا ہے مگر یہ تیمّم ۳ صرف اسی عبادت کیلئے طہارت ہوگا نہ اور کیلئے کہ اُسی کی ضرورت سے اجازت ہوئی تھی تو اس تیمّم سے کوئی اور عبادت کہ بے طہارت جائز نہ ہو جائز نہ ہوگی اس ۴ فوت بلاعوض کی بہت صورتیں ہیں مثلاً نماز ۱ جنازہ قائم ہے یا قائم ہونے کو ہے اس کے وضو کا انتظار نہ ہوگا جب تک وضو کرے چاروں تکبیریں ہو چکیں گی اگرچہ سلام پھیرنا باقی رہے کہ نماز ۵ جنازہ تکبیروں پر ختم ہو جاتی ہے اُن کے بعد ملنے کا محل نہیں اگرچہ ابھی سلام نہ ہوا ہو کما فی الدر وغیرہ (جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے۔ت) یا ۲ عیدین کا وقت نکل جائے گا یا ان کا امام معین سلام پھیر دے گا[36]۔

اقول: جبکہ دوسرے امام معین کے پیچھے نہ ملیں **کماقالوا فی الفاسق لایقتدی به فی الجمعة ایضا اذا تعددت فی المصر لانه بسبیل من التحول**[37] **کما فی الفتح** وغیرہ (جیسے علما

---

[34] ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۵۱۸

[35] الدرالمختار باب صفۃ الصلوۃ مجتبائی دہلی ۱/۷۰

[36] الدرالمختار باب التیمم مجتبائی دہلی ۱/۴۳

[37] فتح القدیر باب الامامۃ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۰۴

نے فرمایا ہے کہ جمعہ میں بھی فاسق کی اقتداء نہ کی جائے گی اگر شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہوتا ہو کیوں کہ ایسے امام کو چھوڑ کو دُوسری جگہ جانے کی راہ موجود ہے، جیسا کہ فتح القدیر وغیرہ میں ہے۔ت) یہ اس لئے کہ عیدین(۱) کی نماز مثل جمعہ ہر امام کے پیچھے نہیں ہوسکتی سوا سلطانِ اسلام یا اس کے نائب یا ماذون کے، اور وہ نہ ہوں تو بضرورت جسے مسلمان امامِ جمعہ مقرر کرلیں یا سورج (۴) گہن ہوچکے **گاصلاۃ الجنازۃ والعیدین من مسائل المتون و زاد الکسوف کالرواتبۃ الاٰتیۃ[38] فی الحلیۃ بحثا واقرہ فی البحر والنھر والدر وحواشیہ** (نماز جنازہ اور عیدین کا مسئلہ تو متون میں ذکر ہے اور کسوف کا مسئلہ یوں ہی سنن رواتب سے متعلق آنے والا مسئلہ حلیہ میں بطور بحث زیادہ کیا جسے بحر رائق، نہر فائق، دُر مختار اور اس کے حواشی میں برقرار رکھا گیا۔ت)

اقول: اور اگر کسوف باقی رہے اور جماعت ہوچکے گی تو تیمّم کی اجازت نہیں کہ اگرچہ کسوف ۲ میں بھی ہر شخص امامت نہیں کرسکتا خاص امامِ جمعہ ہی اس کا امام ہوسکتا ہے **کما فی الدر**[39] وغیرہ (جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے۔ت) مگر اس ۳ میں جماعت ضروری نہیں تنہا بھی ہوسکتی ہے نہ مثل ۴ جنازہ تکرار ممنوع ہے،

لتصریحھم بجواز ان یصلیھا کل بحیالہ فی بیتہ[40] کما فی شرح الطحاوی ومشی علیہ فی الدر او فی مساجد ھم علی مافی الظھیریۃ وعزاہ فی المحیط الی شمس الائمۃ[41] ش عن مفتی دمشق اسمٰعیل نعم الجماعۃ مستحبۃ اذاحضر امام الجمعۃ[42] کمافی الدر۔	اس لئے کہ علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ نماز کسوف ہر شخص اپنے گھر میں انفرادی طور پر ادا کرسکتا ہے۔ جیسا کہ شرح طحاوی میں ہے اس راہ پر صاحبِ درمختار بھی گئے ہیں یا لوگ اپنی اپنی مسجدوں میں بھی ادا کرسکتے ہیں جیسا کہ ظہیریہ میں ہے اور محیط میں اسے شمس الائمہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔شامی از مفتی دمشق شیخ اسمٰعیل۔ہاں جب امامِ جمعہ موجود ہو تو جماعت مستحب ہے۔جیسا کہ دُرمختار میں ہے۔(ت)

[38] الدرالمختار باب التیمم مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۸

[39] الدرالمختار صلوٰۃ الکسوف مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۱۱۷

[40] الدرالمختار مع الشامی صلوٰۃ الکسوف مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۶۲۳

[41] الدرالمختار مع الشامی صلوٰۃ الکسوف مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۶۲۳

[42] الدرالمختار صلوٰۃ الکسوف مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۱۱۷

تو اُس کا فوت [۱] یوں ہی ہوگا کہ گہن چھُوٹ جائے، ردالمحتار میں ہے **لو انجلت لم تصل بعدہ** [43] (اگر سورج روشن ہوگیا تو اس کے بعد نماز کسوف نہ پڑھی جائے گی۔ت) یا ظہر [۵] وجمعہ [۶] ومغرب [۷] وعشا [۸] کے فرضوں کے بعد وضو جاتا رہا اور اب وضو کرتا ہے تو بعد کی سنتیں نہ ملیں گی وقت نکل جائے گا۔**اقول:** یونہی [۹] ظہر یا جمعہ [۱۰] کی پہلی سنتیں اگر قیام جماعت کے سبب نہ پڑھ سکا اور بعد فرض یا بعد سنّتِ بعدیہ وضو جاتا رہا اور اب وضو کرے تو وقتِ عصر آجائے گا **لانہا وان فاتت عن وقتہا فانہا تقضی فی الوقت ثم لا قضاء فقضاؤہا یفوت لا الی بدل** [44] (اس لئے کہ یہ سنّتیں اگرچہ اپنے مقررہ وقت سے ہی فوت ہوئیں مگر ان کی قضا وقت کے اندر ہی ہوسکتی ہے بعدِ وقت قضا نہیں تو بعد ظہر وجمعہ اگر ان کی قضا فوت ہوجاتی ہے تو پھر اس کا کوئی بدل نہیں۔ت) یا صبح [۱۱] کے وقت پانی وضو کیلئے منگا یا کسی نے دینے کا وعدہ کیا ہے اس کا انتظار کرے تو وضو کرکے صرف فرض پائے گا یوں کہ یا تو سُنّتوں کے قابل وقت ہی نہ رہے گا یا سنّتیں پڑھے تو جماعت فوت ہونا چار سنّتیں چھوڑنی ہوں گی تو جب تک پانی آئے تیمّم کرکے سنّتیں پڑھ لے پھر وضو کرکے فرض [45] **کمافی ش وغیرہ** (جیسا کہ شامی وغیرہ میں ہے۔ت) یا [۱۲] صبح کی نماز نہ ہوئی تھی اور اب زوال تک اتنا وقت نہیں کہ وضو کرکے دو [۲] رکعتیں پڑھ سکیں تو تیمّم کرکے سنّتیں پڑھ لے کہ بعد زوال نہ ہوسکیں گی پھر وضو کرکے وقتِ ظہر آنے پر صبح کے فرض پڑھے **ذکرہ ش عن شیخہ قال وذکر لہا ط صورتین اخریین** [46] اھ (اسے شامی نے اپنے شیخ کے حوالہ سے ذکر کیا اور فرمایا کہ طحطاوی نے اس کی دو [۲] صورتیں اور ذکر کی ہیں۔ت)

اقول: بل اولہما ھی ھذہ التی اثرہا عن شیخہ وذکر اخری وردہا وھی حقیقۃ بالرد (بلکہ ان دونوں سے بہتر یہی صورت ہے جو شامی نے اپنے شیخ سے نقل فرمائی اور دوسری صورت ذکر کرکے اسے رد کردیا اور وہ رد ہی کے لائق ہے۔ت) یا [۱۳] بے وضو خصوصًا جنب ہے اور کسی نے سلام کیا یا [۱۴] کوئی سامنے آیا اور خود اُسے سلام کرنا ہے اور سلام نام الٰہی عزوجل ہے بے طہارت لینا نہ چاہا اور وضو کرے تو سلام فوت ہوتا ہے کہ جواب [۳] میں اتنی دیر کی اجازت نہیں اور سلام [۴] بھی ابتدائے لقا پر ہے نہ بعد دیر لہٰذا اجازت ہے کہ تیمّم کرکے جواب دے یا سلام کرے مسئلہ جواب خود فعل اقدس حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثابت کہ

---

[43] ردالمحتار مع الشامی صلٰوۃ الکسوف مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۶۲۲

[44] ردالمحتار باب التیمم مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۸

[45] ردالمحتار باب التیمم مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۸

[46] ردالمحتار باب التیمم مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۸

ایک صاحب گزرے حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سلام کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا یہاں تک کہ قریب ہوا وہ گلی سے گزر جائیں حضور نے تیمّم فرما کر جواب دیا اور ارشاد فرمایا انہ لم یمنعنی ان ارد علیك السلام الا انی لم اکن علی طھر [47] ہم کو جواب دینے سے مانع نہ ہوا مگر یہ کہ اس وقت وضونہ تھا رواہ ابو داؤد عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما قال المحقق الحلبی فی الحلیۃ سکت علیہ ابوداؤد فھو حجۃ [48] اھ (اسے ابوداؤد نے بطریق نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا، محقق حلبی نے حلیہ میں فرمایا کہ ابوداؤد نے اس پر سکوت کیا ہے اس لئے وہ حجت ہے اھ۔ت) اور ابتدائے سلام اُس پر قیاس کرکے زیادت ائمہ کرام ہے بحر میں ہے المذھب ان التیمم للسلام صحیح [49] (مذہب یہ ہے کہ سلام کے لیے تیمّم درست ہے۔ت)

تنبیہ: علامہ سید طحطاوی پھر اُن کے اتباع سے علامہ سید شامی نے دو ۲ چیزیں اور زائد کیں وضو کرتا ہے تو چاند گہن ہو چکے گا یا ضحوہ کبرٰی ہو جائے گی نماز چاشت جاتی رہے گی تو ان دونوں کو تیمّم سے ادا کرلے دُرمختار میں تھا:

قال فی الدر جاز لکسوف فقال ط مرادہ مایعم الخسوف [50] اھ ونقلہ ش واقرہ وقال فی حاشیتہ علی المراقی اخذ منہ الحلبی جواز التیمم للکسوف ای والخسوف [51] اھ وقال ھو ثم ش الظاھر ان المستحب کذلك لفوتہ	تیمّم سُورج گرہن کی نماز کیلئے جائز ہے۔اس پر طحطاوی نے کہا اس سے ان کی مراد وہ ہے جو چاند گہن کو بھی شامل ہے اھ۔اسے شامی نے نقل فرما کر برقرار رکھا۔اور طحطاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں لکھا ہے کہ اسی سے حلبی نے سورج گہن کیلئے۔یعنی چاند گہن کیلئے بھی تیمّم کا جواز اخذ کیا ہے اھ۔اور انہوں نے پھر علامہ شامی نے فرمایا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ مستحب کا

---

[47] سنن ابی داؤد باب التیمم فی الحضر عند الخلا مطبوعہ مجتبائی لاہور ۱/۴۷

[48] حلیہ

[49] بحر الرائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۵۰

[50] طحطاوی علی الدر باب التیمم مطبوعہ بیروت ۱/۱۲۹

[51] طحطاوی علی مراقی الفلاح باب التیمم مطبعہ ازہریہ مصر ص ۶۸

بفوت وقتہ کما اذاضاق وقت الضحی عنہ وعن الوضوء فتیمم لہ[52] اھ۔	بھی یہی حکم ہے کیونکہ وہ بھی وقت کے فوت ہونے سے فوت ہوجاتا ہے مثلاً چاشت کا وقت اتنا تنگ ہوجائے کہ نماز چاشت اور وضو دونوں کی گنجائش نہ رہے تو اس نماز کیلئے تیمّم کرلے گا اھ۔(ت)

اقول: اس تقدیر پر نمازِ[1] تہجد کیلئے بھی تیمّم جائز ہوگا جبکہ وضو کرنے میں دو[2] رکعت کا وقت نہ ملے اور فجر طلوع کرآئے کہ ہماری تحقیق میں وہ مستحب ہے کما بیناہ فی فتاوٰنا (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاوٰی میں بیان کیا ہے۔ت) اگر زعم بعض کے طور پر سنّتِ مؤکدہ مانئے جب تو مثل رواتب جواز ہوگا ہی مگر وہ ضعیف ہے یوں ہی فجر کی سُنتّیں جب تنہا قضا ہوں زوال تک اُن کی قضا مستحب ہے اور ایک تخریج پر امام محمد کے نزدیک سنّت۔ خیر، یہاں کلام اس میں ہے کہ مستحب نمازیں بھی حسبِ گمان فاضلین طحطاوی وشامی اس جواز تیمّم میں مثل رواتب ہیں۔

اقول: مگر یہ سخت[2] تامّل ہے کتب[3] مذہب میں صرف دو[2] نمازوں کا ذکر ہے جنازہ وعیدین اور اسی قدر ائمہ مذہب سے منقول حتّٰی کہ خود علّامہ ابن امیر حاج حلبی نے حلیہ میں تصریح فرمائی کہ ہمارے نزدیک تندرست کو بے خوفِ مرض پانی ہوتے ہوئے انہیں دو۲ نمازوں کے لئے تیمّم جائز ہے۔

وھذا نصہ اعلم انہ یجوز التیمم للصحیح فی المصر عندنا فی ثلاث مسائل احدھما اذا کان جنبا وخاف المرض بسبب الاغتسال بالماء البارد الثانیۃ حضرت جنازۃ وخاف ان اشتغل بالوضوء تفوتہ الصلٰوۃ علیھا الثالثۃ اذا خاف فوات صلاۃ العید ج[53] اھ	ان کی عبارت یہ ہے: ہمارے نزدیک تندرست کیلئے شہر میں تیمّم کا جواز تین مسائل میں ہے۔(۱) جب حالت جنابت میں ہو اور ٹھنڈے پانی سے غسل کی وجہ سے بیماری کا اندیشہ رکھتا ہو (ت) (۲) جنازہ حاضر ہو اور وضو کرنے کی صورت میں نماز جنازہ فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔(۳) نمازِ عید فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔ اھ (ت)

اور[4] عدد ثانی زیادت ہے کمافی الھدایۃ وغیرھا (جیسا کہ ہدایہ وغیرہا میں ہے۔ت) بلکہ امام ملک العلماء نے بدائع میں صراحۃً انہیں دو نمازوں میں حصر اور اس کے ماسوا کے لئے عدم جواز تیمّم

---

[52] ردالمحتار باب التیمم مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۸

[53] حلیہ

کی تصریح فرمائی،

حیث قال وھذا الشرط الذی ذکرنا الجواز التیمّم وھو عدم الماء فیما وراء صلاۃ الجنازۃ وصلاۃ العیدین فاما فی ھاتین الصلاتین فلیس بشرط بل الشرط فیھما خوف الفوت لو اشتغل بالوضوء[54]۔	وہ فرماتے ہیں: جوازِ تیمّم کیلئے ہم نے پانی نہ ہونے کی جو شرط ذکر کی یہ نماز جنازہ اور عیدین کے ماسوا میں ہے۔ان دونوں میں یہ شرط نہیں ب بلکہ یہ شرط ہے کہ وضو میں مشغول ہونے سے فوتِ نماز کا اندیشہ ہو۔(ت)

بعینہٖ اسی طرح امام تمرتاشی وامام علی اسبیجابی نے صراحۃً انہیں دو[۲] میں حصر فرمایا بحر میں زیر قول ماتن ولبعدہ میلا جبکہ وہ ایک میل دُور ہو۔ت) ہے۔

قال فی شرح الطحاوی لایجوز التیمم فی المصر الا لخوف فوت جنازۃ اوصلاۃ عید او للجنب الخائف من البرد وکذا ذکر التمرتاشی[55]۔	شرح طحاوی میں فرمایا: شہر میں تیمّم کا جواز صرف نماز جنازہ یا نمازِ عید کے فوت ہونے کے اندیشہ سے ہے یا ایسے جنبی کیلئے جسے ٹھنڈک سے اندیشہ ہو۔ایسے ہی تمرتاشی نے بھی ذکر کیا ہے۔(ت)

اسی طرح خزانۃ المفتین میں نوازل سے ہے لایجوز التیمم فی المصر الا فی ثلثۃ مواضع[56] الخ (شہر کے اندر تین مقامات کے سوا تیمّم جائز نہیں الخ۔ت) تو اصل حکم منصوص تو یہ ہے ہاں حلیہ نے اپنی بحث میں نظر بہ علت کہ خوف فوت لاالی بدل ہے نماز کسوف وسنن رواتب کا الحاق کیا ان کی تبعیت بحر ونہر ودُر نے بھی کی اور یوں ہی سُنن کو رواتب سے مقید کیا یہ قید[۱] نافلہ محضہ کو خارج کر رہی ہے پھر حلیہ میں[۲] رواتب کے الحاق پر بھی اس سے استظہار کیا کہ نماز عید کیلئے تیمّم ائمہ مذہب سے منقول ہے اور وہ مختار امام شمس الائمہ سرخسی وغیرہ میں سنّت ہی ہے جس سے ظاہر کہ سنن رواتب کے الحاق میں بھی اشتباہ تھا کہ جنازہ فرض عیدین واجب ہیں اس اشتباہ کا یوں ازالہ کیا

حیث قال فتحصل کما فی شرح الزاھدی للقدوری ان الصلوۃ ثلاثۃ انواع نوع لاتخشی فوتھا اصلا لعدم توقیتھا کالنوافل فلایجوزلہ التیمم عند وجود الماء لعدم	فرمایا: "حاصل یہ ہُوا جیسا کہ زاہدی کی شرح قدوری میں ہے کہ نماز تین قسم کی ہے ایک قسم وہ جس کے فوت ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں کیوں کہ

54 بدائع الصنائع فصل فی شرائط رکن التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۱

55 بحر الرائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۰

56 خزانۃ المفتین

العذر ونوع ئخشی فواتھا لتوقیتھا ولکن تقضی بعد الفوات کالجمعة والمکتوبات فلایجوزلھا التیمم لامکان جبرھا بالبدل باکمل الطھارتین ونوع ئخشی فواتھا لا الی بدل کصلاة الجنازة والعید فیجوز خلافا للشافعی قال العبد الضعیف غفر اللہ تعالٰی لہ وعلی ھذا القائل ان یقول یجوز لصلاة الکسوف والسنن الرواتب لانھا تفوت لا الی بدل فانھا لا تقضی کمافی العید ولا سیما علی القول بان صلاة العید سنة کما اختارہ شمس الائمة السرخسی وغیرہ[57] اھ۔	اس کا کوئی مقررہ وقت نہیں جیسے نوافل۔اس کیلئے پانی کی موجودگی میں تیمّم جائز نہیں اس لئے کہ کوئی عذر نہیں دوسری قسم وہ جس کے فوت ہونے کا اندیشہ ہے کیونکہ وقت مقرر ہے لیکن فوت ہونے کے بعد اس کی قضا ہوسکتی ہے جیسے نمازِ جمعہ اور پنجگانہ فرائض۔اس کیلئے بھی تیمّم جائز نہیں کیونکہ کامل تر طہارت کے ساتھ بدل کے ذریعہ اس کا تدارک ہوسکتا ہے۔تیسری قسم وہ جس کے فوت ہونے کا اندیشہ ہے اور کوئی بدل نہیں جیسے نمازِ جنازہ اور عید اس کیلئے تیمّم جائز ہے،بخلاف امام شافعی کے بندہ ضعیف -- خدا اس کی مغفرت فرمائے کہتا ہے: اس قائل پر لازم آتا ہے کہ نماز کسوف اور سنن رواتب کیلئے بھی تیمّم کا جواز مانے کیونکہ یہ بھی ایسی فوت ہونے والی نمازیں ہیں کہ ان کا کوئی بدل نہیں، خصوصًا اس قول پر کہ نمازِ عید سنّت ہے جیسا کہ شمس الائمہ سرخسی وغیرہ نے اسے اختیار کیا ہے"۔اھ (ت)

اور پُر ظاہر کہ نفل مطلق سنّت راتبہ کے حکم میں نہیں شرع اُن کا مطالبہ فرماتی ہے اور اس کا نہیں تو یہ اُن سے کیونکر ملحق کیا جائے مطالبہ شرع' ہی وہ چیز ہے جو اس صورت میں جوازِ تیمّم کی راہ دیتا ہے ظاہر ہے کہ پانی موجود اور استعمال پر قدرت ہو تو تیمم باطل اگر کرے تو نماز بے طہارت ہو اور نماز بے طہارت حرام قطعی ہے ہاں جب صاحبِ حق عزجلالہ خاص اس عبادت کا اس وقتِ خاص میں اس سے مطالبہ فرمارہا ہے اور ساتھ ہی حکم ہے کہ یہ وقت نکل گیا تو اس مطالبہ سے برات کی کوئی صورت نہیں اس کا بدل بھی نہ ہوسکے گا اور وقت میں تنگی ہے کہ وضو نہیں کرسکتا لاجرم اس ادائے مطالبہ کیلئے پانی پر قادر نہ ہونا ثابت ہوا اور تیمّم کی راہ ملی جس نماز کا شرع مطالبہ ہی نہیں فرماتی اُس میں کون سی عہدہ برائی کیلئے پانی ہوتے ہوئے تیمّم جائز

[57] حلیہ

ہو جائے گا مطالبہ شرعیہ پر' یہاں بنائے کار کی یہ حالت ہے کہ نماز جنازہ کیلئے جوازِ تیمّم میں بھی شُبہ ہوا کہ وہ تو فرض کفایہ ہے ہر شخص سے مطالبہ کب ہے اور علماء کو اس جواب کی حاجت ہُوئی کہ فرض کفایہ میں بھی مطالبہ سب سے ہے ولہذا سب ترک کریں تو سب گنہگار ہیں اگرچہ بعض کا فعل سب پر سے مطالبہ ساقط کردیتا ہے۔

فتح القدیر وغنیہ میں ہے:

منعه (ای التیمم لصلاة الجنازة) الشافعی لانه تیمّم مع عدم شرطه قلنا مخاطب بالصلاة عاجز عن الوضوء لها فیجوزا ماالاولی فلان تعلق فرض الکفایة علی العموم غیر انه یسقط بفعل البعض واما الثانیة فبفرض المسألة[58]۔	امام شافعی نماز جنازہ کے لئے تیمّم کا جواز نہیں مانتے۔اس لئے کہ یہ ایسا تیمّم ہوگا جس کی شرط مفقود ہے،ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ (شرط موجود ہے اس لئے کہ) اس شخص سے بھی ادائے نماز کا خطاب ہے جو اس کیلئے وضو سے عاجز ہے تو تیمّم کا جواز ہوگا۔پہلی بات اس لئے ہے کہ فرض کفایہ کا تعلق بطور عموم سبھی سے ہے،اتنا ہے کہ بعض کے ادا کرلینے سے ساقط ہوجاتا ہے۔دوسری بات کی تفصیل مسئلہ کی مفروضہ صورت سے ظاہر ہے۔(ت)

نماز چاشت ونماز تہجد کا مطالبہ کب ہے یوں ہی چاند گہن کی نماز صرف مستحب ہے.بخلاف نماز کسوف ۲ کہ اس مرتبہ کی سنّت ہے جسے امام دبوسی نے واجب کہا اور اسی کو امام ملک العلماء نے بدائع میں ترجیح دی اور دلائل سنیت سے جواب دیا ہاں مختار جمہور سنیت ہے **اقول:** بلکہ وہ کتاب مبسوط میں محرر مذہب امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی کا نص ہے **کماسیأتی مناتحقیقه فانقطع النزاع** (جیسا کہ اس کی تحقیق ہمارے قلم سے عنقریب آرہی ہے تو اس نص سے اختلاف کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ت) بدائع میں فرمایا:

صلاة الکسوف واجبة ام سنة ذکر محمد رحمه الله تعالٰی فی الاصل ما یدل علی عدم الوجوب فانه قال ولا تصلی نافلة فی جماعة الا قیام رمضان وصلاة الکسوف وروی الحسن بن زیاد	نمازِ کسوف واجب ہے یا سنّت؟ امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی نے اصل (مبسوط) میں جو تحریر فرمایا ہے اس سے عدمِ وجوب کا پتا چلتا ہے۔وہ فرماتے ہیں: "قیامِ رمضان اور نمازِ کسوف کے علاوہ کوئی نمازِ نفل باجماعت نہ ادا کی جائے گی"۔اور حسن بن زیاد

[58] غنیۃ المستملی فصل فی التیمم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۸۱

عن ابی حنیفة رضی الله تعالٰی عنه انه قال فی کسوف الشمس ان شاؤا صلوا رکعتین وان شاؤا اربعاً وان شاؤا اکثر والتخییر یکون فی النوافل وقال بعض مشائخنا انها واجبة لماروی ابن مسعود رضی الله تعالٰی عنه (فذکر حدیث الکسوف وفیه قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم) صلوا حتی تنجلی وفی روایة ابی مسعود الانصاری رضی الله تعالٰی عنه فاذا رأیتموها فقوموا وصلوا ومطلق الامر للوجوب وتسمیة محمد رحمه الله تعالٰی ایاها نافلة لاینفی الوجوب لان النافلة عبارة عن الزیادة وکل واجب زیادة علی الفرائض الموظفة الا تری انه قرنها بقیام رمضان وهو التراویح وانها سنة مؤکدة وهی فی معنی الواجب وروایة الحسن لاتنفی الوجوب لان التخییر قد یجری بین الواجبات کمافی قوله تعالٰی ....

·مِنۡ·وُ·مَا·نَ اَ·اَ·......

نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے سورج گہن کے بارے میں فرمایا ہے کہ "لوگ اگر چاہیں تو دو ۲ رکعت پڑھیں، چاہیں تو چار پڑھیں اور چاہیں تو زیادہ پڑھیں" اور تخییر نوافل ہی میں ہوتی ہے اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ نماز کسوف واجب ہے اس لئے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے (اس کے بعد حدیثِ کسوف ذکر کی ہے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے) نماز ادا کرو یہاں تک کہ سورج روشن ہو جائے۔اور حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: "تو جب تم اسے دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو"۔اور مطلق امر وجوب کیلئے ہوتا ہے۔اور امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی کا اسے نفل کے نام سے ذکر کرنا وجوب کی نفی نہیں کرتا اس لئے کہ نفل کا معنی "زائد" ہے،اور ہر واجب مقررہ فرائض سے زائد ہی ہے۔دیکھ لیجئے کہ انہوں نے نمازِ کسوف کو قیامِ رمضان کے ساتھ ذکر کیا ہے۔یہ نماز تراویح ہے جو سنّتِ مؤکدہ ہے اور سنّتِ مؤکدہ واجب کا معنٰی رکھتی ہے اور حسن بن زیاد کی روایت سے بھی وجوب کی نفی نہیں ہوتی اس لئے کہ تخییر واجبات میں بھی ہوتی ہے جیسے باری تعالٰی کے اس ارشاد میں ہے: "تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا دینا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو اس میں سے متوسط قسم کا کھانا یا دس مسکینوں کو کپڑا دینا یا ایک بردہ

قَبَةٍ[59] اھ کلامہ قدس سرہ۔ وما ارادبه دفعه فی العناية بقوله بعد ايراد الحديث فان قيل هذا امر والامر للوجوب فكان ينبغی ان تكون واجبة قلنا قدذهب الى ذلك بعض اصحابنا واختاره صاحب الاسرار والعامة ذهبت الٰی كونها سنة لانها ليست من شعائر الاسلام فانها توجد بعارض لكن صلاها النبی صلى الله تعالٰى عليه وسلم فكانت سنة والامر للندب[60] اھ۔ **فاقول:** حاصله ان هذا ليس بشعار وكل واجب شعار فهذا ليس بواجب والكبرٰی(۱) ممنوعة فرب واجب ليس من الشعائر ككفارة اليمين والظهار والصّيام وكذا(۲) الصغرى ممنوعة ودليلها ان هذا لعارض وما كان لعارض لم يكن شعارا فيه ايضا الكبرى ممنوعة وای دليل عليها وقد قال فی الاسرار	آزاد کرنا"۔ ملک العلماء قدس سرہ کا کلام ختم ہوا۔ عنایہ میں اس کا جواب حدیث ذکر کرنے کے بعد اس طور پر دینا چاہا ہے: "اگر کہا جائے کہ یہ امر ہے اور امر وجوب کیلئے ہوتا ہے تو نمازِ کسوف کو واجب ہونا چاہئے۔ تو ہم کہیں گے ہاں اس طرف ہمارے بعض اصحاب گئے ہیں، اسی کو صاحبِ اسرار نے بھی اختیار کیا ہے۔ مگر عامہ علماء کا مذہب یہ ہے کہ نمازِ کسوف سنّت ہے اس لئے کہ یہ شعارِ اسلام نہیں کیونکہ اس کا وجود عارضی طور پر ہوتا ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نمازِ کسوف پڑھی ہے اس لئے سنّت ہوئی اور امر ندب کیلئے ہے"۔اھ (ت) **فاقول:** اس جواب کا حاصل یہ ہوا کہ نماز کسوف شعار نہیں اور ہر واجب شعار ہوتا ہے اس لئے نماز کسوف واجب نہیں اس دلیل کا کبری ممنوع ہے اس لئے کہ بہت سے ایسے بھی واجب ہیں جو شعار نہیں جیسے کفارہ قسم، کفارہ ظہار، کفارہ صیام اسی طرح صغری بھی ممنوع ہے صغری کی دلیل یہ دی تھی کہ یہ نماز عارض کی بنا پر ہوتی ہے اور جو عارض کی بنا پر ہو وہ شعار نہیں اس قیاس کا بھی کبری ممنوع ہے۔ آخر اس کبری کی دلیل کیا ہے؟ جب کہ اسرار میں یہ فرمایا ہے

59 بدائع الصنائع صلوٰۃ الکسوف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۸۰
60 عنایۃ مع الفتح باب صلوٰۃ الکسوف نوریہ رضویہ سکھر ۲/۵۶

کما فی الفتح انہا صلاۃ تقام علی سبیل الشھرۃ فکان شعار للدین حال الفزع[61] اھ۔
وقال فی البدائع امافی کسوف الشمس فقد ذکر القاضی فی شرحہ مختصر الطحاوی انہ یصلی(۱) فی الموضع الذی یصلی فیہ العید اوالمسجد الجامع لانھا من شعائر الاسلام فتؤدی فی المکان المعد لاظھار الشعائر[62] اھ وقد اجاب فی الفتح عن استدلال الاسرار علی وجوبھا بشعاریتھا بان المعنی المذکور لایستلزم الوجوب اذلامانع من استنان شعار مقصود ابتداء فضلا عن شعار یتعلق بعارض[63] اھ۔وھذا کما ینفی الاستدلال علی الوجوب بالشعاریۃ کذلك یرد الاستدلال علی نفی الشعاریۃ

جیسا کہ فتح القدیر میں نقل کیا ہے: "یہ ایسی نماز ہے جو علانیہ طور پر اور بطریق شہرت واعلان ادا کی جاتی ہے تو فزع اور گھبراہٹ کی حالت میں یہ دین کا شعار ہے" اھ۔(ت)
اور بدائع میں فرمایا ہے: نماز کسوف کے بارے میں قاضی نے مختصر طحاوی کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ یہ عیدگاہ یا جامع مسجد میں ادا کی جائے گی اس لئے کہ یہ ایک شعار اسلام ہے تو اس کی ادائیگی ایسی ہی جگہ ہوگی جو شعائر دین کے اعلان واظہار کیلئے تیار کر رکھی گئی ہے" اھ۔(ت)
اسرار میں نماز کسوف کے وجوب پر اس امر سے استدلال کیا کہ وہ شعائر اسلام ہے تو فتح القدیر میں اس کا یہ جواب دیا کہ: "معنی مذکور (یعنی کسوف کا شعارِ اسلام ہونا) وجوب کو مستلزم نہیں اس لئے کہ جو شعار ابتدا ہی سے مقصود ہو اس کے بھی مسنون ہونے سے کوئی مانع نہیں پھر جو شعار محض کسی عارض سے متعلق ہو اس کے مسنون ہونے سے کون سی چیز مانع ہوسکتی ہے؟" اھ (ت) نماز کسوف کے وجوب پر اس کے شعار اسلام ہونے سے جو استدلال کیا گیا ہے اس جواب سے اس کی تردید ہوتی ہے اسی طرح اس جواب سے اُس

---

[61] فتح القدیر باب صلٰوۃ الکسوف نوریہ رضویہ سکھر ۲/۵۱
[62] بدائع الصنائع کیفیۃ صلٰوۃ الکسوف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۸۲
[63] فتح القدیر باب صلٰوۃ الکسوف نوریہ رضویہ سکھر ۲/۵۱

بکونه لعارض۔	استدلال کی بھی تردید ہوتی ہے جس میں ہے یہ کہا گیا ہے کہ نماز کسوف امر عارض کی وجہ سے ہوتی ہے اس لئے شعار نہیں ہو سکتی۔
وبالجملة(۱) ذهب الاسرار الی ان کل شعار واجب والعنایة الی ان کل واجب شعار والصحیح ان بینهما عموما من وجه یجتمعان فی العیدین ویفترقان فی الاذان والکفارات ثم رأیت سعدی افندی اعترض العنایة باعتراضی الثانی اُخذا عن الفتح اذ قال اقول ماالمانع في تعلق ماهو من الشعائر بعارض تأمل[64] اھ۔	مختصر یہ کہ صاحبِ اسرار کا یہ خیال ہے کہ ہر شعار واجب ہوتا ہے اور صاحبِ عنایہ کا یہ نظریہ ہے کہ ہر واجب شعار ہوتا ہے اور صحیح یہ ہے کہ واجب اور شعار میں عموم من وجہ کی نسبت ہے کوئی امر واجب اور شعار دونوں ہوتا ہے جیسے نماز عیدین اور کوئی چیز شعار تو ہوتی ہے مگر واجب نہیں ہوتی جیسے اذان۔ اور کوئی امر واجب ہوتا ہے مگر شعار نہیں ہوتا جیسے کفّارات (مصنف کے مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ) عیدین میں واجب وشعار دونوں کا اجتماع ہے۔ اذان اور کفّارات میں دونوں کا افتراق ہے پھر میں نے دیکھا کہ میں نے عنایہ پر جو دوسرا اعتراض کیا ہے وہی سعدی آفندی نے بھی فتح القدیر سے اخذ کرتے ہوئے اپنے ان الفاظ میں کیا ہے: "میں کہتا ہوں جو چیز شعائر اسلام سے ہو کسی عارض سے اس کا تعلق ہونے سے کون سی چیز مانع ہے؟ تامل سے کام لو"۔ اھ (ت)
لکنی **اقول**: وبالله التوفیق لم (۲) یتم الجواب عن کلام محرر المذهب فی الاصل اذلوکان مراده هذا لم	لکنی **اقول**: وبالله التوفیق، مبسوط میں محرر مذہب کے ارشاد (قیام رمضان اور نمازِ کسوف کے سوا کوئی نفلی نماز جماعت سے نہ ادا کی جائیگی، کا جواب تام نہیں ہوا اس لئے کہ اگر ان کی مراد وہ

64 حاشیۃ سعدی افندی مع الفتح صلوٰۃ الکسوف نوریہ رضویہ سکھر ۱/۵۶

یصح الحصر فیھما لمکان العیدین۔ اما الاستدلال(۱) بصیغۃ الامر فاقول منقوض بصلاۃ الخسوف بل وصلوات(۲) الریح الشدیدۃ والصواعق والزلزلۃ والمطر والثلج الدائمین والظلمۃ بالنھار والضوء الھائل باللیل وامثال ذٰلک الاھوال اعاذنا المولٰی سبحٰنہ وتعالٰی واھل السنۃ جمیعا منھا دنیا واخری اٰمین فانھا مستحبۃ اجماعا والامر یشملھا جمیعا۔ وقد(۳) قال ملک العلماء نفسہ اما صلاۃ خسوف القمر فحسنۃ لما روینا عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذارأیتم من ھذہ الافزاع شیأ فافزعوا الی الصّلاۃ[65] اھ ثم قال وکذا تستحب الصلاۃ فی کل فزع کالریح الشدیدۃ والزلزلۃ والظلمۃ والمطر الدائم لکونھا من الافزاع والاھوال[66] اھ	ہوتی تو دو میں حصر درست نہ ہوتا اس لئے کہ ان دونوں کے علاوہ عیدین بھی جماعت سے ادا ہوتی ہیں۔ اب رہا صیغہ امر سے وجوب پر استدلال، **فاقول:** خسوف (چاند گہن) کی نماز، بلکہ آندھی، صاعقے، زلزلے، دائمی ابر باری وبرف باری، دن میں تاریکی، رات میں خوفناک تابانی، اور اس طرح کی دوسری ہولناک چیزیں مولٰی سبحانہ وتعالٰی ہمیں اور تمام اہل سنت کو ان سے دنیا اور آخرت میں پناہ میں رکھے۔آمین سب سے متعلق نمازوں سے اس استدلال پر نقض وارد ہوتا ہے کیونکہ یہ سب بالاجماع مستحب ہیں۔اور امر سب کو شامل ہے۔خود ملک العلماء فرماتے ہیں: نماز خسوف حسن (پسندیدہ وعمدہ) ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت ہے: "جب تم ان خوف وپریشانی والی چیزوں میں سے کوئی چیز دیکھو تو نماز کی پناہ لو"۔پھر فرمایا: "اسی طرح ہر فزع، گھبراہٹ اور پریشانی کی چیز میں نماز مستحب ہے جیسے آندھی، زلزلہ، تاریکی، دائمی بارش، کیونکہ یہ سب ہَول وفزع والی چیزیں ہیں اھ" (ت)

توظاہر ہوا کہ نوافل کا سنن اور خسوف کا کسوف پر قیاس مع الفارق ہے۔

وباللہ التوفیق الا ان یقال	وباللہ التوفیق، مگر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہاں

[65] بدائع الصنائع کیفیۃ الکسوف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۸۲

[66] بدائع الصنائع کیفیۃ الکسوف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۸۲

ان الحاجة هنا تكثير ابواب الخيرات ارادة لافاضة كرمه عزوجل الا يرى انه اباح التنفل على الدابة بالايماء لغير القبلة مع فوات الشروط والاركان فيها ولاضرورة الا لحاجة القائمة بالعبد لزيادة الاستكثار من فضله تعالٰى كما افاده فى الفتح فى مسألة انه يصلى بتيممه ماشاء من الفرائض والنوافل وعند الشافعى رحمه الله تعالٰى يتيمّم لكل فرض لانه طهارة ضرورية[67]۔

اقول: ويكدره ان هذا حيث صح التيمم بوجود شرطه من فقد الماء فانها طهارة مطلقة عندنا ولوجوز لمجرد الاستكثار لجاز لمطلق النوافل ولوغير موقتة للعلم القطعى بان ماتصليه بالتيمم اكثر مما تصليه بعد التوضيئ اوالاغتسال الا (ا) ترى ان الذى رخص له الصلاة على الدابة بالايماء على غير القبلة لم يرخص له فى التيمم اذا قدر على الماء والركوب

ضرورت یہ ہے کہ کرم باری عزوجل کے فیضان کے ارادہ سے نیکیوں کی راہیں زیادہ کی جائیں دیکھیے کہ باری تعالٰی نے سواری پر اشارہ سے اور غیر قبلہ کی جانب نفل پڑھنے کو جائز فرمایا جبکہ اس میں نماز کی شرطیں بھی فوت ہوتی ہیں اور ارکان بھی اور ضرورت یہی ہے کہ بندہ کو باری تعالٰی کے فضل کی کثرت طلب کرنے میں زیادتی کی حاجت ہے جیسا کہ فتح القدیر میں افادہ فرمایا ہے اس مسئلہ کے تحت کہ بندہ اپنے تیمّم سے جس قدر فرائض ونوافل چاہے ادا کرے اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے نزدیک یہ ہے کہ ہر فرض کیلئے تیمّم کرے اس لئے کہ تیمّم طہارت ضروریہ ہے۔

اقول: اس استدلال کی صفائی پر کدورت اس جہت سے آتی ہے کہ یہ حکم وہاں ہے جہاں تیمّم صحیح ودرست ہو چکا اس طرح کہ تیمّم کی شرط پانی کا فقدان پائی جاچکی (تو وہ جس قدر فرائض ونوافل چاہے پڑھ سکتا ہے) اس لئے کہ تیمّم ہمارے نزدیک طہارت مُطلقہ ہے۔اور اگر محض کثرتِ فضل طلب کرنے کیلئے اسے جائز قرار دیا جاتا تو مطلق نوافل کیلئے اس کا جواز ہوتا اگرچہ نوافل ایسے ہوں جو کسی خاص وقت کے پابند نہیں اس لئے کہ یہ بات قطعی طور پر معلوم ہے کہ وضو یا غسل کرنے کے بعد جس قدر نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں تیمّم کرکے اس سے زیادہ نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں۔دیکھئے جس کیلئے

---

[67] فتح القدیر مع الہدایۃ باب التیمم نوریہ رضویہ سکھر ۱/۱۲۱

والنزول مع ان مکثہ فی طلب الطھارۃ بالماء وقلۃ نوافلہ اکثر من المقیم فی بیتہ وعندہ الماء۔	سواری پر اشارہ سے،اور غیر قبلہ کی سمت نماز پڑھنے کی رخصت دی گئی اس کیلئے پانی اور چڑھنے اُترنے پر قدرت ہوتے ہوئے تیمّم کی رخصت نہ دی گئی جب کہ پانی سے طہارت حاصل کرنے میں اس کے توقف کی مدّت اور اس کے نوافل کی کمی اس مقیم سے زیادہ ہوگی جو اپنے گھر میں ہے اوراس کے پاس پانی بھی موجود ہے۔(ت)

بالجملہ فقیر کے نزدیک مستحبات محضہ مثل نماز خسوف وتہجد وچاشت میں یہ حکم خلافِ دلیل ہے اس کیلئے ائمہ سے نقل درکار تھی اور وہ منتفی بلکہ نقل جانب نفی نفل ہے **کما تقدم وباللہ التوفیق واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم** (جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا اللہ تعالٰی کی توفیق سے،اور اللہ تعالٰی زیادہ جانتا ہے۔ت)

(۸۸) ہر نماز موقت کہ بعد فوت جس کی قضا ہے جیسے نماز پنجگانہ وجمعہ ووتر جب طہارت آب سے وقت جاتا ہو تیمّم سے وقت کے اندر پڑھ لے کہ قضا نہ ہوجائے پھر پانی سے طہارت کرکے اعادہ کرے۔

اقول: اس میں یہ تفصیل[1] ہونی چاہئے کہ مثلاً صبح[1] اتنے تنگ وقت اٹھا کہ وضو کرے یا نہانے کی حاجت ہے اور غسل کرے تو سلامِ نماز سے پہلے سورج چمک آئے یا[2] امامِ جمعہ پانی سے طہارت کرے تو سلامِ جمعہ سے پہلے وقتِ عصر آجائے یا[3] مقتدی جماعت جمعہ میں قبل سلام شریک نہ ہوپائے اور دوسری جگہ بھی امام مقرر جمعہ کے پیچھے نماز نہ مل سکے یا[4] محدث وضو خواہ جنب غسل کرے تو ظہر یا[5] عصر یا[6] مغرب یا[7] عشا کا اتنا وقت نہ پائے کہ نیت باندھ لے یا[8] فرض عشا پڑھ کر سویا اُٹھا تو نہانے کی حاجت ہے یا وضو ہی کرنا ہے اور صبح میں اتنی مہلت نہیں کہ پانی سے طہارت کے بعد وتر کی نیت باندھ لے تو ان سب صورتوں میں یہ نمازیں تیمّم سے پڑھ لے پھر غسل یا وضو کرکے دوبارہ بعد وقت پڑھے بالجملہ فجر وجمعہ میں سلام سے پہلے وقت نکل جانا یا مقتدی کا امام مقرر للجمعہ کے پیچھے جماعت نہ پانا معتبر ہونا چاہئے باقی نمازوں میں تکبیر تحریمہ وقت کے اندر نہ ملنے کا اعتبار چاہئے کہ فجر وجمعہ وعیدین سلام سے پہلے خروج وقت سے باطل ہوجاتی ہیں بخلاف باقی صلوات کہ ان میں وقت کے اندر تحریمہ بندھ جانا کافی ہے۔

ثم اقول: اگر[2] صورت یہ ہے کہ صبح میں پانی سے طہارت کرے تو صرف دو ۲ رکعتیں وقت میں پائے اور تیمّم سے چاروں تو تیمّم کی بلندی آفتاب پڑھے یوں ہی باقی نمازوں میں اگر وقت اتنا ملتا ہے کہ پانی کی طہارت سے فرض وقت ہوجائیں گے ظہر کی سنت قبلیہ یا بعدیہ یا دونوں یا مغرب میں سنتیں یا عشا میں سنت ووتر نہ ملیں گے اور تیمّم سے سب مل سکتے ہیں تو فرضوں ہی کا پلّہ راجح رہے گا طہارتِ آب سے فرض اوراس کے ساتھ اور جو کچھ مل سکے ادا کرلے سنتیں رہ گئیں تو

گئیں اور وتر رہ گئے تو ان کی قضا پڑھے غرض غیر فرض کی رعایت سے فرضوں کا تیمّم سے ادا کرنا روا نہ ہوگا اگرچہ اُس غیر فرض کیلئے خوف فوت میں تیمّم روا تھا ولعل کل ماذکرت فی المقامین ظاھر جدا واللہ تعالٰی اعلم (توقع ہے کہ ان دونوں مقاموں پر جو کچھ میں نے ذکر کیا ہے بہت ظاہر ہے واللہ تعالٰی اعلم۔ت)